امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ

ایک عظیم شخصیت

تحریر: ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ

ایک عظیم شخصیت

تحریر: ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ......

ایک عظیم شخصیت

برعظیم پاک و ہند میں پچھلی صدی میں جن شخصیات نے مسلمانانِ ہند کی سیاسی مذہبی دینی اور معاشرتی زندگی پر گہرے نقوش چھوڑے اور اسلامیانِ ہند کی قیادت و سیاست کا فریضہ سرانجام دیا ان میں اعلیٰحضرت امام الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلویؒ کا نام نہایت نمایاں ہے۔ وہ ایک ہمہ جہت شخصیت کے مالک اور صدہا اوصافِ جمیلہ کے حامل تھے۔ ان کی وسعت علمی فقہی بصیرت سیاسی شعور و آگہی اور ادبی و شعری فہم و ذکاوت کی مثال لانا ناممکن ہے۔ زمانہ انہیں اعلیٰحضرت مجدد دین و ملّت، فاضل بریلوی، امام نعت گویاں اور سراج الامۃ جیسے القاب سے یاد کرتا ہے۔

مجدد دین و ملت اعلیٰحضرت امام الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلویؒ یو۔پی ہندستان کے مشہور شہر بریلی میں بتاریخ 10 رشوال 1272ھ بمطابق 14 رجون 1856ء پیدا ہوئے۔ آپ کے والد مولانا نقی علی علیہ الرحمۃ اور دادا مولانا رضا علی خاں اپنے وقت کے بلند پایہ عالم ولی کامل عارف باللہ اور تقویٰ و تزکیہ میں یگانہ تھے۔ ان کو پورے علاقے میں عزت و شرف حاصل تھا۔ ان کا تعلق ایک معزز پٹھان گھرانے سے تھا۔ جنہیں کئی صدیوں سے اس علاقہ میں صاحبِ جاگیر ہونے کا اعزاز حاصل تھا۔ والد ماجد نے ان کا نام محمد رکھا جبکہ دادا نے احمد رضا تجویز کیا۔ تاریخی نام المختار رکھا گیا۔ چار سال کی عمر میں قرآن پاک ناظرہ پڑھا۔ صرف و نحو کی ابتدائی کتب مرزا غلام قادر بیگ سے پڑھیں جبکہ دیگر علوم مثلاً حدیث تفسیر کلام فقہ منطق فلسفہ وغیرہ اپنے والد ماجد مولانا علی نقی خانؒ سے حاصل کیے۔ اس دوران صرف چھ سال کی عمر میں میلادِ مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء کے ایک بڑے مجمع سے خطاب فرمایا اور خوب داد وصول کی۔ 14 رشعبان 1286ھ کو علوم دینیہ میں کمال حاصل کر کے دستارِ فضیلت سے سرفراز ہوئے۔ اسی دن سے فتویٰ نویسی کا آغاز کیا اور یہ سلسلہ تا دمِ زیست جاری رہا۔ اس طرح چون (54) سال سے زائد مدت تک آپ عوام الناس اور علماء دین کی فقہی رہنمائی کا فریضہ باضابطہ طور پر سرانجام دیتے رہے۔

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی ؒ کو متداول درسی کتب کے ساتھ ساتھ دیگر علوم وفنون سے بھی گہرا شغف تھا' جن کی تعداد چوّن (54) بنتی ہے۔ ان علوم میں آپ کی کوئی نہ کوئی تحریر یا مکمل کتاب موجود ہے۔ ان علوم کی کچھ تفصیل اس طرح ہے:

علم قرآن' علم حدیث' فقہ' جدل' تفسیر' کلام' نحو' صرف' فلسفہ' تصوف' نعت' تاریخ' حساب' الجبرا' علم جفر' علم نجوم' خط نسخ و نستعلیق وغیرہ۔

عالم اسلام میں دور قریب میں شاید ہی کوئی عالم دین ایسا ہو گا جو بیک وقت اتنے علوم وفنون پر دسترس رکھتا ہو۔ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی ؒ دینی و دنیاوی علوم پر عبور کے بعد تزکیہ نفس اور تصوف وسلوک کی نورانی دنیا میں حصول کمال کیلئے وقت کے بڑے ولی اور عارف لاثانی حضرت شاہ آل رسول قادری ؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بیعت کے ساتھ ساتھ مرشد پاک نے خصوصی توجہ فرمائی اور سلوک وتزکیہ کی تمام منازل طے کروا کے آپ کو جبۂ خلافت سے سرفراز کیا۔ سلسلہ قادریہ کے ساتھ ساتھ آپ کو دیگر سلاسل طریقت میں بھی اجازت حاصل تھی۔

1295ھ (1878ء) میں آپ کو پہلی بار حج بیت اللہ شریف کی سعادت اور حبیب رب العالمین' سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ انور کی زیارت نصیب ہوئی۔ جبکہ 1323ھ (1905ء) میں دوسری بار یہ سعادت حاصل ہوئی۔ دونوں بار مبارک سفر کے دوران مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے بڑے بڑے علماء وفقہاء نے آپ سے ملاقات کی اور آپ کی قدر ومنزلت حد سے بڑھ کر کی۔ پہلے سفر سعادت اثر میں آپ نے مفتی شافعیہ سید احمد زینی دحلان (م 1304ھ) اور مفتی حنفیہ شیخ عبد الرحمان سراج (1301ھ) سے حدیث' تفسیر' فقہ اور اصول فقہ وغیرہ میں سندات حاصل کیں۔ جبکہ دوسرے سفر مقدس کے دوران آپ نے بہت سے علماء مثلاً مولانا سید عبد الحئی مکی' شیخ حسین جمال بن عبد الرحمان' الشیخ صالح کمال' سید اسماعیل خلیل' سید مصطفیٰ خلیل' شیخ عبد القادر کردی' شیخ فرید اور سید محمد عمر وغیرہ کو سندات خلافت واجازت عطا کیں۔

عرب وعجم کے بیشتر علماء اور فقہاء اعلیٰحضرت کی علمی بصیرت اور فقہی دسترس سے بے حد متاثر ہوئے۔ آپ نے مکہ مکرمہ میں نہایت مختصر وقت میں الدولۃ المکیہ نامی کتاب لکھی جو ہاتھوں ہاتھ لی گئی اور تمام اکابر علماء آپ کی علمیت اور روحانی عظمت کے قائل ہو گئے۔

فاضل بریلوی ؒ نصف صدی سے زائد عرصہ تک علم دین اور طریقت ومعرفت کی دنیا میں کام کرنے کے بعد 25 صفر المظفر 1340ھ (1921ء) کا بروز جمعۃ المبارک بریلی میں وصال ہوا۔ شہر بریلی محلہ سوداگران میں دار العلوم منظر اسلام کے قریب آپ کا مزار مبارک ہے' جہاں ہر سال 24 اور 25 صفر المظفر کو عرس منایا

جاتا ہے۔

اعلحضرت فاضل بریلویؒ کے دو صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں ہیں۔ صاحبزادوں کے نام محمد حامد رضا اور محمد مصطفیٰ رضا ہیں۔ جنہیں زمانہ بالترتیب حجتہ الاسلام اور مفتیٔ اعظم ہند کے القاب سے جانتا ہے۔ دونوں صاحبزادے علم و فضل' تقویٰ و طہارت اور زہد و فقر میں مقام کمال پر فائز تھے۔

مولانا حامد رضا خان بریلوی عربی ادب میں گہرا شغف رکھتے تھے۔ آپ نے الدولتہ المکیہ اور الفیوضات المکیہ کا اردو ترجمہ کیا۔ نیز فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کیلئے الصارم الربانی علی اسراف القادیانی لکھا۔ اور یوں ختم نبوت کی عظمت و رفعت کیلئے ابتداء ہی میں مجاہدانہ کردار ادا کیا۔

دوسرے صاحبزادے مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان بریلویؒ شریعت' فقہ' تصوف' روحانیت اور سیاسی دانش و بصیرت کا حسین مجموعہ تھے۔ انہوں نے جہاں کروڑوں مسلمانوں کی روحانی تربیت کی' وہاں تبلیغ اسلام اور اشاعت علوم دینیہ کیلئے بھی کوشاں رہے۔ شدھی تحریک کے فتنۂ ارتداد کا بخوبی مقابلہ کیا۔ تحریک پاکستان کے دوران آل انڈیا سنی کانفرنس منعقدہ بنارس 1946ء میں شرکت کی اور قیام پاکستان کیلئے عملی کردار ادا کیا۔

خلفاء کرام

اعلحضرت فاضل بریلویؒ کے خلفاء کثیر تعداد میں ہیں' جن میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں:
مولانا ظفر الدین بہاری' سید دیدار علی شاہ' مولانا امجد علی اعظمی (مؤلف بہار شریعت)' مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی' مولانا عبد العلیم صدیقی میرٹھی (والد مولانا شاہ احمد نورانی)' مولانا احمد اشرف اشرفی جیلانی' مولانا ضیاء الدین مدنی' مولانا محمد شریف کوٹلی لوہاراں (سیالکوٹ) اور پروفیسر سلیمان اشرف وغیرہم۔

علمی بصیرت

امام احمد رضا فاضل بریلویؒ کو قرآن و حدیث سے متعلقہ علوم پر تو عبور حاصل تھا ہی لیکن اس کے علاوہ دیگر عمرانی و سائنسی علوم سے بھی گہرا شغف تھا، جن کی تعداد خود آپ نے چوّن (54) بتلائی ہے۔ ان سب علوم میں کوئی نہ کوئی یادگار کتاب یا رسالہ آپ نے تحریر کیا ہے۔

آپ جب بھی کسی کتاب کا مطالعہ کرتے تو اس پر شرح یا تبصرہ لکھتے جاتے۔ چنانچہ آپ نے جن کتابوں کی شرح لکھی ان میں حنفی اصول فقہ کی کتاب مسلم الثبوت، صحیح بخاری کے نصف اول، صحیح مسلم' جامع ترمذی، رسالہ قطبیہ اور علامہ شامی کی، رد المحتار کی شرح تحریر کی ہے۔ موخر الذکر کتاب تقریباً پانچ جلدوں پر

مشتمل ہے۔

اعلٰحضرت کا حافظہ اللہ تعالٰی کی خاص عنایت اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک معجزہ تھا۔ بڑی سے بڑی کتابیں ان کے حوالے اور حواشی آپ کو زبانی یاد ہوتے۔ الدولتہ المکیہ آپ نے بغیر کسی کتاب کی مدد کے محض اپنے حافظہ کی بنیاد پر لکھی۔ اس میں بیسیوں کتابوں کے حوالہ جات ہیں۔ بعض لوگ آپ کے نام کے ساتھ حافظ لکھ دیا کرتے تھے۔ آپ نے خیال کیا کہ قرآن پاک حفظ کرلیا جائے چنانچہ آپ رمضان شریف میں روزانہ مغرب کے بعد ایک پارہ تلاوت کرتے اور پھر اسے یاد کرلیتے، اس طرح صرف ایک ماہ کے قلیل عرصہ میں پورا قرآن پاک حفظ کرلیا۔

اعلٰحضرت کے ایک شاگرد بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ وراثت کی تقسیم سے متعلق ایک فتویٰ پوچھا گیا جس میں پندرھویں پشت سے تقسیم جائیداد درکار تھی۔ اس وقت درجنوں وارث موجود تھے۔ وہ شاگرد کہتے ہیں کہ مجھے علم ریاضی کا ماہر ہونے کا دعویٰ تھا۔ میں نے دو دن اور ایک رات میں دو بڑے کاغذوں پر تفصیلات لکھیں۔ اگلے دن جب استفتاء آپ کی خدمت میں پیش کیا تو میرے جواب بولنے سے پہلے ہی آپ نے انگلیوں کو حرکت دینی شروع کی اور کچھ ہی دیر میں مفصل جواب تحریر کردیا۔ یہ جواب میرے لکھے ہوئے جواب سے ذرا برابر بھی مختلف نہ تھا۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ تمام وارثوں کے نام اور ان کے حصہ کی جائیداد بھی تحریر کروا دی حالانکہ مجھے ان کے نام بھی زبانی یاد نہ ہوسکے تھے۔ (اعلٰحضرت بریلوی مقبول جہانگیر صفحہ 8)۔

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر ضیاء الدین احمد وقت کے بہت بڑے ریاضی دان تھے۔ ایک بار ایک مسئلہ ان کیلئے اُلجھن بن گیا۔ اس کا حل ملنے نہ پا رہا تھا۔ اس مقصد کیلئے وہ جرمنی جانے کا پروگرام بنا رہے تھے۔ شعبہ اسلامیات کے پروفیسر سید سلیمان اشرف جو اعلٰحضرت کے خلیفہ تھے، نے ڈاکٹر ضیاء الدین کو مشورہ دیا کہ وہ بریلی چلیں اور مولانا احمد رضا سے مل لیں۔ وہ پہلے تو حیران ہوئے لیکن سید سلیمان اشرف کے اصرار پر ساتھ چلے پڑے۔ اعلٰحضرت کے سامنے مسئلہ پیش کیا گیا تو آپ نے منٹوں میں اس کا حل پیش کردیا۔ ڈاکٹر ضیاء الدین احمد دنگ رہ گئے اور پکار اُٹھے کہ علم لدنی کا مظاہرہ آج دیکھا ہے۔ (سہ ماہی العلم 1975ء صفحہ 177)۔

18 اکتوبر 1919ء کو بانکی پور پٹنہ کے انگریزی اخبار ایکسپریس میں امریکہ کے آسٹرولوجسٹ پروفیسر البرٹ کی ہولناک پیشگوئی شائع ہوئی کہ 17 دسمبر 1919ء کو چھ سیارے عطارد، مریخ، زہرہ وغیرہ ایک قران میں جمع ہوں گے۔ جس سے سورج میں ایک بہت بڑا سوراخ پیدا ہوگا اور ممالک متحدہ میں خوفناک طوفان، زلزلے اور بہت زیادہ تباہی آئے گی۔ طوفان، بجلیاں، مینہ اور بھونچال ہوں گے اور زمین کئی ہفتوں بعد معتدل ہوگی۔ اس خوفناک پیشگوئی سے پورے برطانوی ہند میں اضطراب اور پریشانی کی لہر دوڑ گئی۔ ہر طرف

کرۂ ارض پر نازل ہونے والی ممکنہ قیامت خیز تباہی موضوع بحث بن گئی۔ اعلٰحضرت کی علم نجوم وفلکیات پر بھی گہری نظر تھی۔ آپ نے اپنے خداداد علم کی بدولت ایک مفصل جواب مقالے کی صورت میں ماہنامہ 'الرضا' بریلی شمارہ صفر و ربیع الاول 1919ء میں شائع کیا تو لوگوں کی جان میں جان آئی۔ آپ نے نہایت عالمانہ دلائل فلسفیانہ براہین اور خالص سائنسی انداز میں پروفیسر البرٹ کا رد کیا۔ چنانچہ دسمبر کا مہینہ آیا اور رشانتی کے ساتھ گزر گیا اور پروفیسر البرٹ کی ساری تحقیق دھری کی دھری رہ گئی۔

اعلٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کو عربی زبان و ادب اور نظم ونثر پر بہت عبور حاصل تھا۔ وہ اگرچہ عجمی النسل تھے لیکن عربی زبان ان کے رگ رگ میں رچی بسی تھی۔ آپ کی کتب' رسائل' خطوط' اسناد اجازت اور عربی شاعری سے' عربی زبان و ادب پر آپ کی مہارت تامہ اور فصاحت و بلاغت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ آپ کی ایک ہزار سے زائد کتب کا نام عربی میں ہے۔ آپ عربی نثر پر اتنے قادر تھے کہ بے تکلف لکھتے جاتے۔ بلکہ اسی بے ساختگی اور روانی سے شعر بھی کہتے۔ جو آپ کی تصانیف اور فتاویٰ میں بکثرت بکھرے پڑے ہیں۔ بلکہ آپ کے دیوان حدائق بخشش' کا حصہ پنجم عربی کلام پر مشتمل ہے۔ آپ کی عربی نظم ونثر کی فصاحت و بلاغت کی گواہی خود اہل زبان علمائے حجاز نے دی ہے۔ سید مامون البری مدنی نے لکھا:

"ان کا قلم جادو کی طرح فریفتہ کرتا ہے' جن کی باتوں کا لطف نسیم سحر پر فوقیت رکھتا ہے"۔

شیخ علی بن حسین مکی نے کہا:

"آپ کا بیان اتنا واضح ہے کہ مشکلات کھلیں' اس کی لڑیوں سے جواہر کو زیب و زینت سازگار ہے"۔ (امام احمد رضا اور عالم اسلام صفحہ 51)

فقہی مقام

برعظیم پاک وہند میں امام احمد رضا ؒ نے فقہ حنفی کی جتنی خدمت کی ہے' اس پر بلاشبہ انہیں دور حاضر کا امام ابوحنیفہ کہا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ علامہ اقبالؒ کا بیان ہے:

"ہندوستان کے دور آخر میں مولانا احمد رضا خان جیسا طباع اور ذہین فقیہ پیدا نہیں ہوا۔ ان کے فتاویٰ کے مطالعہ سے میں نے یہ رائے قائم کی جو ان کی ذہانت و فطانت' جودت طبع' کمال فقاہت اور علوم دینیہ میں تبحر علمی کے شاہد عادل ہیں۔ ان کی طبعیت میں شدت زیادہ نہ ہوتی تو گویا امام احمد رضا اپنے دور کے امام ابوحنیفہؒ تھے"۔

علامہ اقبال نے جسے شدت کہا ہے وہ عشق رسول (ﷺ) کی حدت اور حرارت کا دوسرا نام ہے۔

اعلٰحضرت کے ہاں روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں استفتاء آتے۔ نہ صرف ہندوستان بلکہ برما' چین' افغانستان' امریکہ' افریقہ اور حرمین شریفین کے لوگ بھی اپنے اپنے سوالات ارسال کرتے جن کے جوابات

آپ ارسال کرتے۔ان فتاویٰ کا مجموعہ انتیس (29) جلدوں میں "العطایا النبویة فی الفتاوی الرضویة" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔آپ کے فتاویٰ کو دیکھ کر حافظ کتب حرم شیخ اسمٰعیل بن خلیل نے فرمایا:

"بخدا بالکل سچ کہتا ہوں کہ اگر ابو حنیفہ نعمان آپ کے فتاویٰ ملاحظہ فرماتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں اور اس کے مؤلف کو اپنے خاص شاگردوں میں شامل کرتے"۔(رسائل رضویہ صفحہ 258)

اعلٰحضرت امام احمد رضا ؒ کے فتاویٰ فقہ حنفی کا بہت بڑا اور جدید انسائیکلوپیڈیا ہیں۔یہ فتاویٰ جہاں ایک طرف قرآن کریم کی مختلف آیات کی تشریح وتفسیر اور احادیث رسول اکرم شفیع اعظم (ﷺ) کا وسیع انتخاب ہیں،وہیں اعلیٰ حضرتؒ کے گہرے علمی شعور،حالاتِ حاضرہ پر گہری نظر اور جدید وقدیم علوم وفنون کا اظہار ہیں۔اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جدید تحقیقی اسلوب کے حامل ہیں اور بعد میں آنے والے علماء اور عامتہ المسلمین کیلئے صدیوں تک منارۂ نور ثابت ہوں گے۔آپ کے فتاویٰ کی چند مثالیں ملاحظہ کیجئے،جن میں ورق ورق پر قرآن کریم کی آیات اور احادیث نبوی کی خوشبوئیں چاندنی کی طرح چمک رہی ہیں اور کتب فقہ کے حوالہ جات اس قدر ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے:-

☆ سجدۂ تعظیمی کی حرمت ثابت کرنے کیلئے ایک رسالہ الزبدة الزکیة لتحریم سجود التحیة (1337ھ)۔اس میں آپ نے بہت سی آیات کریمہ کے ساتھ چالیس احادیث اور ڈیڑھ سو فقہی حوالہ جات دیئے ہیں۔

☆ ردّ القحط والوباء میں ساٹھ احادیث کے حوالے سے صدقہ دینے کی فضیلت ثابت کی گئی۔

☆ الامن والعلیٰ میں سینکڑوں احادیث اور فقہی حوالہ جات سے حضور اکرم (ﷺ) کو دافع البلاء کہنے کا اثبات ہے۔اس میں دو سو چالیس احادیث درج ہیں۔

☆ دوام العیش میں پچاس احادیث اور بانوے مفسرین وفقہاء کے اقوال درج ہیں۔

آپ فتاویٰ میں اس امر کا بھی خیال رکھتے کہ طبعی اور سائنسی حقائق کا ذکر بھی ہو جائے۔اسی طرح آپ جزئیات فقہ اور علمی باریکیوں کا لحاظ بھی کرتے۔ایک فتویٰ میں آپ نے پانی کی اقسام کے حوالے سے بات کی تو اتنی وضاحت سے بات کی کہ عقلیں حیران ہیں۔آپ نے فرمایا کہ پانی کی ایک سو ساٹھ قسمیں ایسی ہیں جن سے وضو جائز ہے۔لیکن ایک سو پچیس قسمیں ایسی بھی ہیں جن سے وضو جائز نہیں۔بیس قسموں میں فقہاء کا اختلاف ہے اور پینتالیس (45) قسمیں ایسی ہیں جن میں جواز یا عدم جواز کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔(باب المیاہ۔فتاویٰ رضویہ۔جلد اوّل)۔

آپ کے فتاویٰ میں مصلحانہ اور ناصحانہ غذا بھی بدرجہ اتم موجود ہے۔ کسی نے پوچھا کہ ایک صاحب تہجد ضائع ہونے کے خوف سے دوپہر کو دیر تک سوتے ہیں کہ ان کی ظہر کی نماز قضا ہو جاتی ہے۔ اس کے جواب میں آپ نے پہلے تو فقہی پوزیشن واضح کی اور پھر دوپہر کو نماز سے قبل نہ سونے یا جلد اُٹھنے کی سات تراکیب لکھیں جو کہ طبی اور جسمانی لحاظ سے نہایت مفید اور سودمند ہیں۔ مثلاً یہ کہ تکیہ نہ رکھے اور بستر نہ بچھائے' دل میں جماعت کا فکر رکھ کر سوئے' کھانا علی الصباح کھائے' کھانا کم سے کم کھائے' رات کو تہجد میں کمی کرے' جلد سوئے اور جلد اُٹھ کر تہجد ادا کرلے' پھر سو جائے' رات کو سوتے وقت جماعت تہجد کی دعا کرے' سچا یقین کرے' اللہ پر توکل رکھے اور اہل خانہ میں کسی کی ڈیوٹی لگا دے کہ وہ اسے وقت پر جگا دے۔

اعلٰحضرت کے فتاویٰ اور ان کی کتابوں پر ریسرچ کی ضرورت ہے تا کہ انہیں جدید انداز میں ترتیب دے کر افادہ عام کیلئے شائع کیا جاسکے۔

قرآن کریم اور امام احمد رضاؒ

قرآن کریم سے محبت اور اس کی اشاعت وتبلیغ امام احمد رضاؒ کی زندگی کا سب سے بڑا مشن تھا۔ کیونکہ سارے علوم دینیہ وشرعیہ اور فقہ کی بنیاد و اساس قرآن مجید ہی ہے۔ قرآن فہمی کی خداداد صلاحیت اور قرآنی مفاہیم ومطالب کے اندر تک نظر رکھنا ان کی فطرت میں شامل تھا۔ چنانچہ جب بھی آپ کوئی فتویٰ تحریر کرتے' کتاب لکھتے یا کہیں وعظ وتقریر ارشاد فرماتے تو آغاز میں قرآنی آیات سے خوب استفادہ کرتے اور قرآنی علم وتحقیق کے جوہر لٹاتے۔ ایک دفعہ آپ مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی ؒ کے موقع پر تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے صبح نو بجے سے لے کر تین بجے دوپہر تک چھ گھنٹے سورۃ والضحیٰ کی تشریح کی اور فرمایا کہ اس سورۂ مبارکہ کی کچھ آیات کی تفسیر اسی جز لکھ کر چھوڑ دیا ہے کہ اتنا وقت کہاں سے لاؤں کہ پورے قرآن کی تفسیر لکھ سکوں۔ (حیاتِ اعلٰحضرت صفحہ 97)۔

آپ کا سب سے بڑا کارنامہ قرآن مجید کا اردو ترجمہ کنزالایمان ہے۔ جو اپنی فصاحت و بلاغت، شستگی اور روانی میں بے مثال ہے۔ اس کی ہر ہر سطر میں عشق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ادب و احترام کا رنگ بطریق احسن نظر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گزشتہ تیس سال کے عرصہ میں ترجمۂ اعلٰحضرت' قرآن کریم کے دیگر تمام اردو تراجم کے مجموعی تعداد سے بھی کہیں زیادہ شائع ہوا ہے اور اکناف عالم میں پڑھا جاتا ہے۔ کنزالایمان صرف لفظی ترجمہ نہیں بلکہ سیاق وسباق کے حوالے سے اور گزشتہ تراجم وتفاسیر کے تناظر میں بہترین تشریح بھی ہے۔ اس ترجمہ کی خصوصیات پر مستقل کتابیں تحریر کی جا چکی ہیں۔ اس مختصر مضمون میں ہم اس ترجمہ کی بعض خصوصیات کا ذکر کریں گے:-

☆بسم اللہ الرحمن الرحیم کا ترجمہ سب مترجمین نے 'شروع کرتا ہوں' کے لفظ سے کیا

ہے جبکہ اعلیٰحضرت نے 'اللہ کے نام سے شروع' کے فقرے سے کیا ہے۔ گویا اللہ کا نام حقیقتاً ہی پہلے لیا جا رہا ہے۔

☆ سورۃ توبہ میں نَسُوا اللّٰہَ فَاَنْسٰیھُمْ کا ترجمہ دوسروں نے کیا کہ 'یہ لوگ اللہ کو بھول گئے اور اللہ نے ان کو بھلا دیا' جبکہ امام احمد رضا ؒ نے لکھا: ''وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے اور اللہ نے انہیں چھوڑ دیا'' کیونکہ اللہ کی جانب بھولنے کا احتمال گمراہ کن ہے۔

☆ وَمَرْیَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ (سورۃ تحریم 28)

کسی نے ترجمہ کیا: ''اور مریم بیٹی عمران کی جس نے روکے رکھا اپنی شہوت کی جگہ'' (مولانا محمود الحسن دیوبندی)۔

امام احمد رضا نے خوبصورت ترجمہ کیا: ''اور عمران کی بیٹی مریم جس نے اپنی پارسائی کی حفاظت کی''۔

☆ وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَھَدٰی (سورۃ والضحیٰ)۔

اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سمجھائی۔ (مولانا محمود الحسن)

امام احمد رضا ؒ کا محتاط با ادب ترجمہ دیکھیے:

''اور تمہیں اپنی محبت میں وارفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی''۔

الغرض امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ کنزالایمان درحقیقت قرآن فہمی کا بہترین ذریعہ اور عقیدت و محبت، ادب و احترام اور احتیاط کا ایک گلدستہ ہے۔

عشق رسول (ﷺ)

1857ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد فرنگی حکمرانوں کا مطمح نظر صرف یہ تھا کہ کسی نہ کسی انداز میں مسلمانوں کے دلوں سے حضور خاتم الانبیاء (ﷺ) کی محبت، الفت اور عقیدت کم کر دی جائے۔ اس طرح ان کا جذبہ ایمانی کم ہوگا اور انگریزی سامراج کو جس مزاحمت کا سامنا ہے وہ ختم ہو جائے گی۔ سامراجی استبداد کے ان مذموم مقاصد کے آگے مولانا امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ سدِ سکندری بن کر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے عشقِ رسولِ اکرم شفیعِ اعظم (ﷺ)، فروغِ عظمتِ رسالت کا تحفظ اور تنقیص شانِ رسالت کا ارتکاب کرنے والوں کی سرکوبی کو اپنا مقصدِ حیات بنا لیا۔ امام خود فرماتے ہیں:

''مجھے تین کاموں سے دلچسپی ہے اور ان کی لگن مجھے عطا کی گئی ہے۔ تفصیل یہ ہے:-

(i) سید المرسلین کی حمایت کرنا کیونکہ ہر ذلیل منکر آپ کی شان میں توہین آمیز کلام سے زبان درازی کر رہا ہے، میرے لئے یہی کافی ہے کہ میرا رب اسے قبول فرمائے گا (الخلاصہ)۔ اعلیٰحضرت کی کتاب زیست

کے اوراق کا جائزہ لیں تو ہر ہر ورق عشق رسول اور اطاعت مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء کے نور سے روشن ہے۔ آپ کی زندگی کے افعال و کردار، گفتار و معاملات، رہن سہن اور عبادات سب کچھ سنت رسول (ﷺ) کے سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے۔ اور اس کی جھلک آپ کے روزمرہ معاملات میں دیکھی جا سکتی تھی۔ نماز پنجگانہ ہمیشہ باجماعت ادا کرتے اور نہایت اہتمام سے عمامہ و انگرکھا زیب تن کرتے۔ شدید بیماری کی حالت میں بھی احباب کی مدد سے مسجد میں تشریف لے جاتے۔ سلام کہنے میں پہل کرتے، کبھی قہقہہ نہ لگاتے، آہستگی سے چلتے کہ آواز پیدا نہ ہوتی، نگاہ نیچی رکھتے، مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پہلو اندر لے جاتے اور واپسی پر ہمیشہ بایاں پاؤں باہر نکالتے، ہر اچھے کام کی ابتداء دائیں ہاتھ سے کرتے، غرباء و فقراء کی خصوصی معاونت کرتے، ناداروں کے وظائف مقرر کر رکھے تھے۔

حضور اکرم (ﷺ) کے عشق و محبت کی وجہ سے سادات کرام کا خصوصی ادب و احترام کرتے اور ان کی عزت و توقیر کو ہر چیز پر مقدم رکھتے۔ ایک بار ایک لڑکے کو امور خانہ داری کیلئے معقول مشاہرے پر ملازم رکھا۔ بعد میں پتہ چلا کہ وہ تو سیّد ہیں۔ گھر والوں سے کہا کہ صاحبزادے سے کوئی کام نہ لیا جائے جس چیز کی ضرورت ہو پیش کر دی جائے اور جو تنخواہ مقرر ہے وہ بطور نذرانہ پیش کی جایا کرے۔ اسی طرح ایک بار ایک سائل نے آواز دی کہ ''دلواؤ سیّد کو''۔ آپ خود بھاگم بھاگ باہر آئے اور اس دور کے دو سو روپے کی کثیر رقم ان کی خدمت میں پیش کی اور کہا: ''حضور حاضر ہیں''۔ سیّد صاحب انہیں دیکھتے رہے اور اس میں سے صرف ایک چونی اٹھائی۔

اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے عشق رسول (ﷺ) کے حوالے سے خود فرمایا: ''بحمداللہ اگر قلب کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہوگا لا الہ الا اللہ اور دوسرے پر لکھا ہوگا محمد رسول اللہ۔

اسی بے لوث محبت اور عشق صادق کا فیضان ہے کہ چشم سر سے بحالت بیداری آپ کو زیارت رسول (ﷺ) کا شرف حاصل ہوا۔ مولانا سیّد جعفر شاہ صاحب خطیب جامع مسجد کپورتھلہ نے ایک بار اپنے والد ماجد کے عرس کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے کہا: ''اعلیٰحضرت جب دوسری مرتبہ زیارت نبوی کیلئے مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو شوق دیدار میں روضۂ شریف کے مواجہہ میں درود شریف پڑھتے رہے اور یقین کیا کہ سرکار ابد قرار (ﷺ) بالمواجہہ زیارت سے مشرف فرمائیں گے لیکن پہلی شب ایسا نہ ہوا تو ایک نعت لکھی جس کا مطلع ہے۔

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

یہ نعت مواجہہ اقدس میں عرض کر کے انتظار میں مودب بیٹھے تھے کہ قسمت جاگ اٹھی اور چشم سر سے

بیداری کی حالت میں زیارتِ حضور اقدس (ﷺ) سے مشرف ہوئے۔

(امام احمد رضا اور ردِّ بدعات و منکرات' صفحہ 40)۔

یہ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغ و اشاعت کا فیضان ہے کہ آج ہر قلبِ سلیم میں عشقِ رسول (ﷺ) کا جذبہ موجزن ہے اور اسلامیانِ عالم اسی جذبہ کو وجۂ نازش سمجھتے ہیں:

دل میں عشقِ رسول (ﷺ) کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنتے تھے چراغ لے کے چلے

سیاسی شعور اور ملی کردار

امام احمد رضاؒ جس دور میں پیدا ہوئے وہ دور ابتری، افتشار اور نفسا نفسی کا دور تھا۔ مسلمان برصغیر سے لے کر بلادِ افریقہ تک ہر جگہ غلامی کی زنجیروں میں پابند تھے۔ ان کے اندر احیاءِ اسلام کی رُوح ناپید تھی۔ ہندوستان میں تو نیشنلسٹ علماء کانگریس کے دامِ فریب میں آ کر اس حد تک ذلت کی گہرائیوں میں گر چکے تھے۔ کہ گاندھی جیسے نجس ہندو کو منبرِ رسول (ﷺ) پر بٹھانے کی جسارت کی۔ ہر جگہ ہندو مسلم اتحاد کا نعرہ گونج رہا تھا۔ تحریکِ ترکِ موالات میں نام نہاد نیشنلسٹ کانگریسی علماء نے مسلمانوں کو سب کچھ اونے پونے بیچ کر افغانستان جانے کا مشورہ دیا۔ ان حالات میں امام احمد رضاؒ نے دو قومی نظریہ کی وکالت کی اور احسن انداز میں بتلایا کہ مسلمان اور ہندو الگ الگ قوم ہیں۔ جب ہندوؤں کی غلامی ٹھہری' پھر کہاں کی غیرت اور کہاں کی خودداری! وہ تمہیں ملیچھ جانیں' بھنگی مانیں' تمہارا پاک ہاتھ لگ جائے تو وہ چیز گندی ہو جائے' حالانکہ خود ہی بحکمِ قرآن نجس ہیں۔ اور تم ان نجسوں کو مقدس مطہر بیت اللہ میں لے جاؤ' جو تمہارا ماتھا رکھنے کی جگہ ہے' وہاں ان کے گندے پاؤں رکھواؤ' مگر تم کو اسلامی حس ہی نہ رہا۔ محبتِ مشرکین نے اندھا کر دیا' انصاف! کیا یہ اللہ اور رسول (ﷺ) سے آگے بڑھنا شرعِ مطہر پر افتراء گھڑنا' احکامِ الٰہی دانستہ بدلنا' سور کو بکری بنا کر نگلنا نہ ہوگا۔

(الحجۃ المؤتمنۃ' صفحہ 84)

امام احمد رضاؒ نے مسلمانوں کی مالی حالت بہتر بنانے اور ان کو معاشی استحکام عطا کرنے کیلئے کئی نکات پر مشتمل ایک لائحہ عمل متعین کیا تا کہ وہ احسن انداز میں زندگی گزاریں کیونکہ معاشی و معاشرتی حالت بہتر ہوگی تو آزادی بھی نصیب ہو سکے گی۔ بلا تبصرہ ان کی تفصیل کچھ ایسے ہے:۔

(1) ان امور کے علاوہ جن میں حکومت دخل انداز ہے۔ مسلمان اپنے معاملات باہم فیصلہ کریں تا کہ مقدمہ بازی میں جو کروڑوں خرچ ہو رہے ہیں پس انداز ہو سکیں۔

(2) بمبئی' کلکتہ جیسے بڑے شہروں کے امیر مسلمان اپنے بھائیوں کیلئے بینک کھولیں۔

(3) مسلمان اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدیں۔

(4)علم دین کی ترویج واشاعت کریں۔

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی بصیرت اور قائدانہ کردار کی بدولت برصغیر کے ہزاروں علماء حق نے بنارس میں منعقد ہونے والی سنی کانفرنس 1946ء میں بیک زبان پاکستان کی حمایت کی اور یوں یہ آزاد وطن قائم ہوا۔

نعتیہ شاعری

اعلٰحضرت امام احمد رضا ؒ کی نعتیہ شاعری اردو ادب کا تاج ہے۔وہ صرف ادب برائے ادب کے قائل نہ تھے بلکہ انہوں نے اپنی نعتوں میں ادب کو سرکار مدینہ (ﷺ) کے قدموں میں لاکھڑا کیا ہے۔ان کی نعت میں عقیدت بھی ہے اور محبت رسول (ﷺ) بھی۔سرکار مدینہ علیہ التحیہ والسکینہ کی تعریف وثناء بھی ہے اور آپ کی ذات سے فریاد و التماس بھی۔لیکن یہ سب کچھ شرعی حدود و قیود کے اندر پابند ہے۔خود فرماتے ہیں:-

قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی
یعنی رہے آداب شریعت ملحوظ

نامور ادیب شبیر احمد قادری نے کیا خوب کہا ہے:-

"اعلٰحضرت امام احمد رضا خانؒ نے فن نعت کو ایک ایسے مقام پر لاکھڑا کیا ہے جو بعد میں آنے والوں کیلئے ایک معیار قرار پایا۔اور آج صنف نعت جس تیزی سے ارتقاء پذیر ہے وہ مولانا احمد رضا خانؒ ہی کی نعت گوئی کی اتباع اور تقلید کی دین ہے۔ان کی نعتوں میں فکری بلندی بھی ہے اور جذبے کا نکھار بھی۔فنی لطافتیں بھی ہیں اور شعری حلاوتیں بھی۔قاسم کوثر و تسنیم کے حضور دست طلب پھیلا ہوا ملتا ہے اور صاحب لواء الحمد (ﷺ) کی بارگاہ میں شفاعت طلبی کیلئے عرض گزاری بھی۔

(سیرت رنگ،اعلٰحضرت کی نعتیہ شاعری،صفحہ 68)

امام احمد رضا کی شاعری قرآن وحدیث کی تشریح وتفسیر ہے۔آپ نے قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کے الفاظ کو اپنے اشعار میں نگینوں کی طرح جڑا ہے۔چند مثالیں ملاحظہ ہوں:-

ے ورفعنا لك ذكرك کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا ترا

ے غنچے اَوحیٰ کے جو چٹکے دنیٰ کے باغ میں
بلبل سدرہ تک ان کی بو سے بھی محرم نہیں

ـ لیلۃ القدر میں مطلع الفجر حق
مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام
ـ مَنْ زَارَ تُربَتِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ
ان پہ درود جن سے نوید ان بشر کی ہے

اعلیٰحضرت کا مشہور عالم سلام "**مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام**" آج ہر محفل میلاد اور سیرت کانفرنس کی شان ہے۔ یہ سلام اپنی فنی خوبیوں اور تکنیکی اوصاف کے ساتھ ساتھ عقیدت و محبت اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا انمول نمونہ ہے۔

الغرض امام احمد رضا کی اردو عربی نعتیہ شاعری دورِ حاضر کے تمام نعت گو شعراء کیلئے مینارۂ نور ہے اور یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ آپ حقیقتاً امام نعت گویاں ہیں۔

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمۃً واسعۃً

☆☆

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خاتم النبیین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔